ڈاکٹر اسماء نوید

صدر شعبہ روسی زبان و ادب، نمل اسلام آباد

ڈاکٹر صوبیہ سلیم

استاد شعبہ اردو ، نمل اسلا م آباد

گوگل کا افسانہ "اوورکوٹ" تجزیاتی مطالعہ

Dr. Asma Naveed

Head of Russian Languages, NUML Islamabad.

Dr. Sobia Saleem

Assistant Professor Urdu Department, NUML Islamabad.

نیکولائے گوگل(Nikolai Gogol)روسی سلطنت کے حصے یوکرائین میں ۱۹مارچ ۱۸۰۹ءکو پیدا ہوا۔ادبی دنیا میں اس کا ورود شاعری سے ہوا جیسا کہ اس زمانے کا چلن تھا مگر اس کی کتاب کو کوئی قدر حاصل نہ ہوئی۔اس کے مقابلے میں جب اس کی پہلی نثری کتاب(Evening on a farm Near Dikanka) ۱۹۳۱ء میں چھپی(۱) تو اسے بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔مجموعی طور پر اس زمانے میں شاعری اور رومانویت کی ادبی فضا روس پر چھائی ہوئی تھی مگر روس سے مغرب کا سفر کرنے والے ادبا نے وہاں کی تحریکوں اور اسلوب سے اثر قبول کیا تھا اور نثری اور حقیقی تحریروں کا کسی حد تک آغاز ہو چکا تھا۔اس تبدیلی کے زیراثر روس کی ادبی اور سیاسی فضا میں مغرب پسندوں اور روسی روایت پسندوں کی تفریق موجود تھی۔کئی ادبا مغربی طرز فکر کے ساتھ مقامی روسی زندگی کو ادب میں برت رہے تھے۔گوگل کی تحریروں کو رومانویت اور حقیقت پسندی کے مابین پل تصور کیا جاتا ہے۔گوگل کے طرزِ تحریر میں "نیچرل ازم" کے تجربے کے باعث اسے روسی نیچرل ازم کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔گوگل اپنے عہد کے مشہور شاعر پشکن سے بے حد متاثر تھا اس کے باوجود اس کی کہانیوں میں ایک نیا اور انفرادی ذائقہ ہے جس سے روسی ادب آشنا نہ تھا۔گوگل کا مجموعہ The overcoat and the other stories of good and Evil ۱۹۴۲ء میں پہلی بار روسی میں(۲)اور اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۵۰ء میں چھپا۔(۳)

افسانہ نگاری کی تاریخ میں "اوورکوٹ" کا شمار عالمی ادب کی شاہکار کہانیوں میں ہوتا ہے۔اس کہانی نے نہ صرف روسی ادب کو بلکہ دنیا بھر کے ادب کو متاثر کیا۔گوگل نے پہلی بار ایک عام، غیر معروف اور کسی حد تک مطعون کردار کو افسانے کے کلیدی کردار کے طور پر پیش کیا۔

اس وقت تک گوگول کے تصور نے جو خیالی پیکر بنائے تھے۔ وہ روسیوں کے سچے نمونے تھے لیکن وہ کریکٹر
جس کے ہم شکل روسی ناولوں میں ہزاروں کی تعداد میں نظر آتے ہیں اور جسے عام رائے نے روسی تمدن کی
مخصوص پیداوار قرار دیا ہے۔ پہلی بار گوگول کے افسانے "لبادے" میں اپنی صورت دکھاتا ہے۔(۴)

اوورکوٹ کی پہلی فلمی پیشکش ۱۹۱۶ء میں سامنے آئی (۵) اور جدید ترین فلم "NameSake" ۲۰۰۶ء میں بنی (۶) جو گوگل کی اسی کہانی سے ماخوذ ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈیڑھ سو سال کے بعد بھی یہ کہانی اپنے پڑھنے والوں کو اسی طرح متاثر کر رہی ہے جیسا کہ اپنی تخلیق کے وقت اس نے روسی ادب اور قاری کو کیا۔ "ہم سب گوگل کے اوورکوٹ سے نکلے ہیں" (۷) یہ معروف فقرہ کئی بڑے روسی ادیبوں سے منسوب ہے خواہ اس کا کہنا والا دوستوفسکی ہو یا پشکن یا کوئی اور یہ سچ ہے کہ کسی بھی کہانی کے لیے یہ کسی اعزاز سے کم نہیں۔

جب گوگل سترہ سال کا تھا تو ۱۸۲۵ء میں Decembrists نامی ایک گروہ نے جو خود کو انقلابی کہتے تھے زار رجیم "Czarist regim" کو ہٹانے کی کوشش کی۔(۸) یہ کوشش ناکام ہوئی مگر اس کے نتیجے میں آنے والے زار پیٹر اوّل نے ایسی سختی برتنی شروع کی کہ آئندہ کسی بغاوت کو سر اُٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اس سختی کا نتیجا یہ ہوا کہ ادیبوں کو واضح اور صاف لفظوں میں ایسی باتیں کہنے کی اجازت نہ ملی کہ جس میں حکومت پر تنقید یا کسی سرکاری ادارے کی خامیوں پر نکتہ چینی کی جا سکے۔ گوگل کے زمانے میں حکومتی ادارے سول، ملٹری اور عدالت میں منسقم تھے جن میں مختلف نوعیت کے چودہ گریڈ تھے اور پروفیسر اپنے مخصوص انداز میں کام کرنے پر معمور تھا (۹)۔ اس سسٹم نے حکومتی مشنری کو نہایت پیچیدہ بنا دیا مگر کسی کو اس کے تکلیف دہ اور طویل طریقہ کار پر اعتراض کا حق نہ تھا۔ حکومت کے چھوٹے اہلکار نہایت کم تنخواہ پر کام کرنے پر مجبور تھے جس کی بنا پر عموماً بدعنوانی اور رشوت کا بازار گرم رہتا۔ عام طور پر افسران غیر تعلیم یافتہ اور نااہل تھے مگر اس طرح ایک ایسا ماحول جنم لے چکا تھا جس میں عہدے دار اور بدمعاش میں فرق روا رکھنا مشکل تھا (۱۰)۔ خاص طور پر وہ عہدے دار جنھیں اپنی اہمیت اور اختیار کی دھاک بٹھانے کا بہت شوق تھا اور جو بہتر گریڈ میں کام کرتے تھے۔ گوگل کو چونکہ نوکری کی تلاش میں سرکاری دفتروں سے واسطہ پڑا تھا تو اسے اندازہ ہوا کہ بیوروکریسی کی اندرونی حالت کس قدر پسماندہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی کہانی کا ہیرو ایک غیر معمولی اور غیر اہم آدمی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ گوگل اس دکھ کو یوں بھی سمجھ سکتا تھا کہ وہ بذات خود کوئی پُرکشش آدمی نہ تھا اور اس کو "بونا" کہہ کر سکول میں بچے اس کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ غیر اہم ہونا یا دوسرے کے طنز اور مذاق کا نشانہ بننا کیسا ہے۔ ان دونوں باتوں کے علاوہ اوورکوٹ نتیجا ہے اس واقعہ کا جو فرانسیسی مصنف نے سُنایا جس میں ایک ایسے روایتی کردار Schlemiel کا ذکر تھا جس پر ہمیشہ حادثاتی طور پر سوپ گر جاتا ہے۔ یہ ایسا کردار ہے جو ہمیشہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ جس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں ہوتی۔ گوگل نے جب یہ سُنا تو سب میں اس کی ہنسی شامل نہ تھی بلکہ اس نے اس کردار کو بہت سنجیدگی سے سوچا جس کا عکس ہمیں اوورکوٹ میں نظر آتا ہے۔(۱۱)

" گوگول" کا تلفظ محمد مجیب نے استعمال کیا ہے لیکن چونکہ روسی تلفظ " گوگل" ہے اس لیے مقالہ نگار نے یہی تلفظ استعمال کیا ہے۔
"محمد مجیب" نے "The overcoat" روسی "Shinel" کا ترجمہ لبادے کے نام سے کیا ہے۔

"اوورکوٹ" کہانی (جس کے پہلے ڈرافٹ میں کہانی کا نام 'کلرک کی کہانی جس نے لوگوں کے کوٹ چرائے) (۱۲) ہے کہ ایسے غریب کلرک کی جس کا سرکاری عہدے داروں میں وہ گریڈ ہے جس کا کہ کوئی نمبر بھی نہیں اور اس کا کام محض خطوط کی نقل کرنا ہے۔ پیٹربرگ کے ایک نامعلوم دفتر میں لگی بندھی زندگی گزارنے اور اپنے سماجی رتبے کی گراوٹ سے بے نیاز "آ کا کی آ کا کی وچ" (Akakiy Akakievitch) دلجمعی سے اپنا کام کیے جارہا ہے۔ایک دن دفتر سے واپسی پر جسم کے درد اور سردی کی لہر سے اُسے اندازا ہوتا کہ اس کا اوورکوٹ پیٹرز برگ کی یخ بستگی کو نہیں سہار سکتا۔ گھر پہنچنے پر یہ عقدہ کھلتا ہے کہ اس کے کوٹ کا استر اتنا مخدوش ہو چکا ہے کہ اس کے آر پار دیکھا جا سکتا ہے۔ درزی سے مرمت کی درخواست پر درزی معائینے کے بعد یہ مژدہ سناتا ہے کہ اس کو یا تو نیا کوٹ خریدنا ہو گا یا پھر نیا کوٹ سلوانا پڑے گا۔اس کی غربت زدہ زندگی میں ایسی عیاشی کا تصور نہ تھا مگر موسم سرما نے اسے مجبور کر دیا کہ اگر وہ اپنی ملازمت پر جانا چاہتا ہے تو اسے کوٹ کا انتظام کرنا پڑے گا لہٰذا وہ اپنی مصیبت زدہ زندگی کو مزید بر تر کر کے کسی نہ کسی طرح ایک نیا کوٹ سلوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ پرانے کوٹ کے جنازے سے نئے کوٹ کی زندگی کا جنم ہوتا ہے اور وقتی طور پر وہ غیر موجود سے سے وجود میں آتا ہے۔ اُس کا سماجی رتبہ بلند ہوتا ہے اور اسے اپنے افسر کے گھر میں پارٹی میں جانے کا موقع ملتا ہے۔ رات گئے واپسی پر انجانے راستے میں اس کو ڈھیر کر کے کوئی اس کا اوورکوٹ اتار لے جاتا ہے۔اس کی زندگی کا حاصل کوٹ اس سے چھن جاتا ہے۔ پولیس اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ سردی کی شدت اور اوورکوٹ چھن جانے کے صدمے سے وہ بستر پر جا لگتا ہے اور غم و غصے کی حالت میں ہذیان بکتا ایک دن وہ دنیا سے گزر جاتا ہے۔ جیسا وہ اپنی زندگی میں بے مایہ تھا، اپنی موت کے بعد بھی وہ اتنا ہی غیر اہم رہا۔ دفتر میں اس کی موت کی اطلاع آتے ہی اس کا متبادل ایک نیا ملازم نقل کرنے کے لیے رکھ لیا جاتا ہے۔آکائی کا مردہ بھوت بن کر پیٹرزبرگ کے ان عہدے داروں کے اوورکوٹ اتارنے لگتا ہے جنھوں نے اس کی مدد نہ کی اور یوں وہ انھیں سردی میں تنہا چھوڑ کر انتقام لینے لگتا ہے۔

اوورکوٹ کہنے کو ایک عام سی کہانی لگتی ہے مگر اس کی بنت اور گوگل کی خاص تکنیک اس کا مضحک آمیز لہجہ، کومک اور طنزیہ انداز دراصل کئی سطحوں پر کہانی کے اصلی مقاصد اور گہری معنویت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مافوق الفطرت عناصر کا استعمال ہیبت اور مزاح کا عجیب امتزاج پیدا کرتا ہے۔ گوگل لوگوں کا خاکہ اڑاتا ہے۔ان کے عیوب پر ہنستا ہے۔ یہ جہاں اس تکلیف اور اذیت کو کم کرتا ہے جو معاشرے میں انسانی اذیتوں اور دکھوں کے بیان کرنے میں قاری اور مصنف کو برداشت کرنی پڑتی ہے تو وہیں مذاق میں کہی ہوئی بات خواہ سرکاری ملازم کے بارے میں ہو یا سرکاری اداروں کے بارے میں کسی سنر شب کی پکڑ نہیں آتی۔ گوگل کا یہ مخصوص انداز اس کا تعارف ہے۔ وہ کرداروں کو متعارف بھی یوں کرواتا ہے کہ ان کے کردار سے متعلق وہ تمام تر تفصیل میسر آجائے جو کہانی کی نبت کے لیے ضروری ہے۔ نیچرل ازم کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے قاری کو اس ماحول اور سماجی فضا سے متعارف کروائے کیونکہ انھیں سے کرداروں کا خمیر اٹھتا ہے۔ گوگل نیچرل ازم کے ان تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہ تفصیلات خواہ لوگوں کے پیشے سے متعلق ہوں یا لباس اور چلنے سے متعلق، تمام تر جزئیات اس خوبصورتی سے پیش ہوتی ہیں کہ قاری خود کو منظر کا حصہ پاتا ہے۔ مثلاً درزی سے ملاقات کی تفصیل میں اس کے کردار اس کے ذہنی رویے کی تمام تر جزئیات یوں پیش کی گئیں کہ قاری محسوس کرتا ہے کہ وہ بھی اس کو اتنا

ہی جانتا ہے جتنا کہ اکا کی۔ان تفصیلات کی وجہ شاید ہے کہ گوگل ایک خاص فریم ورک کے تحت قانون اور ضابطے میں رہ کر کہانی سناتا ہے وہ لکھتا ہے۔

It is not nessary to say much about this tailor but it is the custom to have the character of each passage in novel clearly defined. (13)

اوورکوٹ کی کہانی نامعلوم واحد متکلم راوی کی زبانی سنائی گئی ہے۔راوی نہ صرف " آکائی" کی کہانی بیان کرتا ہے بلکہ اپنے اردگرد کے ماحول اور معاشرے کے چلن پر بھی تبصرہ کرتا ہے۔وہ کہیں تذبذب کا شکار ہے کہیں وہ گمان کے سہارے کہانی سُناتا ہے اور کہیں وہ پورے وثوق سے معلومات پہنچاتا ہے خواہ وہ کردار کی اندرونی کیفیت ہی کیوں نہ ہو۔دلچسپ بات یہ ہے کہ روسی میں راوی کے لیے جو صیغہ استعمال کیا گیا ہے وہ عام طور پر فوک لور میں رائج ہے۔Skaz کا لفظ غیر معتبر راوی کے لیے استعمال ہوتا ہے جو Skazat سے نکلا ہے جس کا مطلب بتانا ہے۔ایسا زبانی قصوں میں بیان کیا جاتا ہے۔(۱۴) گوکہ کہانی کو کسی بھی انداز میں پڑھا یا سُنا جائے تو اس سے کہیں یہ تاثر نہیں ملتا کہ یہ کوئی فوک لور یا داستانی قصہ ہے مگر اس کے باوجود ایسا صیغہ استعمال کرنا کسی معنویت سے خالی معلوم نہیں ہوتا۔فوک لور عام طور پر زندگی کے تجربات سے جنم لیتی ہے جو اظہار ہے کہ یہ قصہ نہ صرف عالمگیریت کا حاصل ہے بلکہ اس میں لوگوں کے تجربات انسانی سماج میں جس انداز سے اثر انداز ہوتے ہیں یہ کہانی ان کا حاصل ہے۔یوں گوگل کہانی کی ابتدا سے ہی اس کے مقاصد اور اس کے دائرہ کار کی وضاحت کر دیتا ہے۔

گوگل کی کہانی "اوورکوٹ" کے عنوان کا تجزیہ کئی حوالوں سے کیا گیا۔اس کی معنویت اور علامت کی مختلف توجیہات پیش کی گئیں۔ٹامسن گیل (Thomson Gale) کے مطابق:

"Overcoat is an important , multilayered symbol. On one lend, the coat represents a basic human need common to all residents of st-petersburg in winter, at the same time, the overcoat also seems to stand for the stifling status-oriented attitudes that envelope Russian Society."(15)

یہ بات اور بھی وضاحت سے سمجھ میں آتی ہے کہ جب ہم ایکا کی کے کردار کا مطالعہ کرتے ہیں کہ اس کے عنوان کو اتنی معنی خیزیت کیوں حاصل ہے، کیونکہ جہاں اکا کی کا اپنا وجود بہت سے سماجی حوالوں سے اہمیت کا حامل ہے اسی طرح اس کا اوورکوٹ ان سماجی حوالوں سے جڑا نظر آتا ہے۔گوگول دراصل اپنے اس افسانے میں بیوروکریسی اور اس کے تحت چلنے والے معاشرے میں ان غریبوں اور غیر اہم، غیر مرئی مخلوق کی داستان سناتا ہے جو روز بقا کی جنگ لڑنے کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں۔اوورکوٹ کی تبدیلی اس رویے کی تبدیلی کا اظہار ہے جو روسی معاشرے میں مادی حیثیتوں سے جڑا ہوا ہے۔اکا کی کا پرانا کوٹ اس کے سماجی رتبے کی علامت تھا۔اس کا پرانا کوٹ اُسے معاشرے کے اس طبقے کا حصہ بناتا تھا جہاں اس کی اہمیت اور وقعت نہ تھی اور اس مخصوص گروہ میں گروہ کا حصہ ہوتے بھی لوگ تنہا تھے، اپنے دکھوں اور مصیبتوں کو جھیلنے کے لیے۔نیا کوٹ علامت ہے اس طبقے کی جس میں

یک لخت داخل ہوئے ہی اکا کی پر ایک نئی دنیا وا ہوئی جس نے اس کے اندر کے انسان اور اس کی فطری اور جبلتی خواہشات اور ضرو ریات کو جگایا۔ اس سماجی طور باعزت گروہ کا حصہ بنتے ہی اس کو گویا وجود مل گیا۔ اوورکوٹ ایک ایسے معاشرے کی علامت ہے جہاں مادی اشیاء سے سماجی رتبہ اور سماجی رتبے سے انسانیت کا رشتہ جڑا نظر آتا ہے۔

"اکا کی" اس کہانی کا مرکزی کردار ہے جس کو راوی بہت اچھی طرح سے جانتا ہے۔ اس کی پیدائش پر اس کے نام رکھنے اور (Baptise) مسیحی بننے کی رسومات تک اس کو سب کچھ معلوم ہے۔ وہ اس کے بھدے، غیر دلکش وجود کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

"He was short, somewhat poclemarked with rather raddish hair and return dim bleavy eyes, with a small bald patch on the top of his head, with wrinkless on both sides of his eheelrs and the sort of compleseion which is usually associated with wrinkles on both sides of his cheeles and the sort of compleseion which is usually associated with hoemomhoids ecopy".(16)

اکا کی نہ صرف اپنے حلیے اور حیثیت میں کم مائیگی اور بے چارگی کا شکار نظر آتا ہے بلکہ اس کا نام جو اس کے باپ کے نام پر رکھا گیا اس کے معنی غلاظت کے ہیں اور اس کے خاندانی نام Bashmatchkin کا ماخذ "جوتا" ہے گویا اس کے نام کے لغوی معنی "جوتے پر لگی غلاظت" کے ہیں (۱۷)۔ گوگل اس سے زیادہ حقیر حیثیت میں شاید اس کو پیش نہ کر سکتا تھا۔ چونکہ اس کا کوئی عہدہ نہیں، کوئی گریڈ نہیں، وہ ایک خطوط کی نقل بنانے والا معمولی ملازم ہے جس کی ظاہری شخصیت میں بھی کوئی کشش نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے ہم کاروں کی تفریح کا سبب بنا رہتا۔ لوگ اس کا مذاق اڑاتے، نقل کرنے میں رکاوٹ پیدا کرتے، وہ خاموشی سے اس رویے کو برداشت کرتا کیونکہ یہ روز کا معمول تھا۔ مگر کبھی کبھی وہ تڑپ کا محض اتنا کہنا پر اکتفا کرتا "Leave me alone! why do you insult me?" (۱۸)

اس وقت اس کا لہجہ ایسا ہوتا کہ اس کا مذاق اڑانے والا ٹھٹھک جاتا، جیسے وہ کوئی اور شخص ہو۔ شاید اس کا کرب، اس کا دکھ اس کی آواز میں جھلک جاتا اور گوگل جو اس کی حالت کا مضحکہ خیز نقشا پیش کرتا ہے اچانک اس کے زندہ ہونے، اس کے انسان ہونے کو ہمارے سامنے لاتا ہے اور قاری اس سے ہمدردی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ گوگل کا کمال یہی ہے کہ وہ طنز اور مزاح کے پردے سے بھی قاری کے دل کے ان نہاں خانوں کو چھو جاتا ہے کہ اس کے متن میں چھپے زیرِ سطح معنوں تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔ اکا کی اپنے اردگرد کے ماحول، اپنے کم مایہ ہونے کے احساس سے عاری نہایت دلجمعی سے اپنے کام پر مامور زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ اس کے معمول میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ وہ اپنی حالت کے بدلنے کا تو دور اپنی حالت کے خراب ہونے کے احساس سے بھی عاری معلوم ہوتا ہے۔ اس جامد، غیر دلچسپ اور قابلِ رحم حالت کردار کو دیکھ کر اس سے ہمدردی کم اور نفرت اور غصے کا احساس ضرور پیدا ہوتا ہے کیونکہ گوگل کا لہجہ استہزایہ ہے مگر اس طنز و تشخر میں کہیں کچھ ایسی پکار ہے جو اس کردار سے ہمدردی پیدا کرتی ہے۔

"اکاکیے وچ سے لوگوں سے ہمیں پہلے الجھن ہوتی ہے پھران پرغصہ آتا ہے آخر کار اگر ہم کو انسانی ہمدردی چھو بھی گئی ہے تو ہم کو ان پر ترس آتا ہے اور دل محبت کے درد سے بھر آتا ہے۔ گوگول کی بحثیت انسان کے یہی کیفیت تھی لیکن بحثیت آرٹسٹ اور مقصور کے اس نے بچارے اکاکے وچ پر رحم کھا کر یا اس سے خفا ہو کر کسی قسم کا مبالغہ یا غلط بیانی جائز نہیں رکھی۔ وہ ایک آنکھ سے اکاکے وچ پر ہنستا ہے، اس لیے کہ اکائے وچ کے مضمک ہونے میں کوئی شک نہیں اور ایک آنکھ سے روتا ہے، اس لیے کہ اکاکے وچ بھی انسان ہے۔۔۔اور ہمدردی کا مستحق جذبات کے گھوڑے کو ایڑ لگا کر پھر اس طرح روکنا خواہ کتنا مشکل اور تکلیف دہ ہو حقیقت نگاری کا تقاضا تھا کہ اکائے وچ جیسے لوگ ہرگز نظرانداز نہ کیے جائیں۔ روس میں اکائے وچ جسے "بیچاروں" کے وجود کا سب نے گوگول کا افسانہ پڑھتے ہی اعتراف کیا۔ بلکہ یہ بھی تسلیم کر لیا کہ روس کے اکثر باشندوں میں اکائے وچ کی کوئی نہ کوئی صفت موجود ہے"۔(۱۹)

اکاکی کی زندگی محض مالی اعتبار سے ہی غربت زدہ نہیں ہے۔ اس کی سماجی زندگی بھی فقر زدہ ہے۔ اس کا کوئی دوست نہیں۔ وہ دوسرے سرکاری عہدے داروں کی طرح چائے وغیرہ کے لیے کہیں نہیں جاتا۔ نہ وہ کلب میں کسی گپ شپ کرنے والے گروہ کا حصہ ہے اور کسی جوئے یا کھیل کا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس جبلت سے محروم ہے جو انسان کو سماجی حیوان بناتی ہے۔ اپنی لگی بندھی زندگی میں اس کی اکلوتی خوشی ہی اس کے جینے کا مقصد بھی ہے اور زندگی کا جواز بھی کہ اُسے کچھ نقل کرنا ہے۔ ایک بار دفتر کے کسی افسر نے اس کی دلجمعی کو دیکھتے ہوئے اسے ایک ایسا خط نقل کرنے کو دیا جس میں چند چیزوں کی تبدیلی اُسے اپنی مرضی سے کرنی تھی مگر اس نے اس کام کو پسند نہ کیا تو اسے واپس محض نقل کرنے پر لگا دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی سماجی حالت کا خود ذمہ دار ہے کہ اُس میں آگے بڑھنے، ترقی کرنے کا کوئی جذبہ نہیں ہے۔ مگر اس کی زندگی کے سکوت میں تبدیلی کی پہلی آواز اس فقرے سے پیدا ہوتی ہے۔ اُسے نیا کوٹ خریدنا پڑے گا۔ اس کی زندگی کے روز شب بدل جاتے ہیں۔ اس کی مطمئن، غیر متحرک زندگی جس میں چار سو روبل کی قلیل آمدن میں وہ اپنی ضروریات زندگی کو بانٹتے ہوئے تھا۔ اب اچانک ہی اُسے انہی پیسوں میں سے ۳۵۰ یا اس سے زائد پیسوں کا انتظام کرنا تھا کہ جس سے وہ ایک نیا کوٹ خرید سکے۔ ان پیسوں کی دستیابی کے لیے اُسے اپنی زندگی کے طور طریقے بدلنے پڑے مثلاً شام کو جو شمع وہ جلاتا تھا اب اُسے بجھانا پڑی اور ضرورت کے وقت میں مالک مکان کی جلتی موم بتی پر انحصار کرنے لگا۔ اپنی قمیض کو وہ گھر آتے ہی اُتار کر رکھ دیتا اور ڈریسنگ گاؤن پہن لیتا اس طرح لباس کی دھلائی کا خرچہ بچنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ اُس کے جوتوں کے تلوے گھس جانے کے باعث اُس کا بہت سا روپیہ نئے تلوے لگانے میں صرف ہوتا لہٰذا اُس نے چلنے میں احتیاط شروع کر دی اور پنجوں کے بل چلنے لگا۔ شام کو بھوکا رہنا اُس نے اپنی عادت بنالی۔ اپنی تمام جمع پونجی اور اضافی چھٹیوں کی تنخواہ سب ملا کر آخر کار وہ اس قابل ہو گیا کہ ایک نیا اوورکوٹ خرید سکے۔ زندگی میں پہلی بار اُسے احساس ہوا کہ زندگی اس دائرے سے باہر بھی وجود رکھتی ہے جس میں وہ تمام عمر رہا ہے۔ کوٹ سلوانے کی مجبوری سے لے کر کوٹ سلوانے تک کا عرصہ ایک نئے دور کا آغاز تھا۔ کپڑے کے انتخاب، سلائی اور اوورکوٹ سے متعلق درزی سے طویل گفتگو اس کے سارے دن کی سوچ کا محور ہوتی۔ پیٹرز برگ

میں گرتا ہوا درجہ حرارت اس کے بدن کو کم کپکپانے لگا تھا کیونکہ اس کے دل میں نئے کوٹ کے خیالات کی گرمی دہکنے لگی تھی۔ کوٹ مکمل ہوا تو درزی بذات خود اس کو پہنچانے آیا۔ یہ پہلی علامت تھی کہ اس کی سماجی زندگی میں ایک نئی لہر پیدا ہوئی ہے۔ نئے کوٹ کی موجودگی کا احساس اس کو راستے بھر رہا۔ دفتر میں نئے کوٹ کے ساتھ اس کو دیکھنے پر اس کے ہمکاروں کا رویہ یوں بدلا جیسے اس کو ایک نئے زاویہ سے پہلی بار دیکھا ہو۔ لوگوں کے بدلتے رویے نے اس کے اندر ایک نئی خوشی کا احساس جگایا۔ اکاکی کا کردار پہلی بار ایک نئے روپ میں سامنے آتا ہے۔ اس کا اپنے افسر کی دعوت پر بلایا جانا اُسے ذہنی ہی نہیں جسمانی اعتبار سے بھی ایک نئے آدمی کا روپ دیتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ گنجا، بدنما، بونا ایک قدآور وجود کا حامل ہوگیا ہے جس کو پہلی بار شہر کے اُس حصے میں جانے کا موقع ملا جس کے وجود سے بھی وہ بے خبر تھا۔ وہ زندگی کے نئے ذائقے سے آشنا ہوتا ہے۔ پارٹی میں وہ اپنے اس نئے احساس کے تحت ان جبلی اور بنیادی احساسات سے بھی آگاہ ہوتا ہے جس سے وہ بے خبر تھا۔ وہ حسین عورتوں کی جانب متوجہ ہوتا ہے ہے گویا جنسی جذبوں کی بیداری کا یہ بھی پہلا لمحہ ہے جو اس کی زندگی میں آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اوورکوٹ کی تبدیلی کس طرح اس میں ایک نیا احساس پیدا کرتی ہے۔ یہ تبدیلی خود اس کے اندر صرف راحت اور آرام اور شاید پہلی بار کسی قیمتی چیز کی ملکیت سے پیدا ہوئی ہو مگر اس کی ذہنی حالت میں جو تبدیلی آئی وہ اس کے اردگرد کے ماحول اور لوگوں کے رویے کی دین تھی۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ گوگل نیچرلسٹ تھا اس کے لیے بیرونی اثرات کا ذکر اور ان کا اثر انداز ہونا اہمیت کا حامل تھا ورنہ یہ بھی حقیقت ہے کہ پارٹی میں وہ کچھ دیر بعد ہی اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ اس ماحول کا حصہ نہیں ہے۔ اس کی ذات بے اہم ہی تھی کیونکہ وہ وقتی طور پر ایک خاص سطح سے تو اُٹھ گیا مگر وہ اس گروہ کا حصہ نہ بن سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جب پارٹی سے نکلا تو نہ صرف اس کا کوٹ زمین پر گرا ہوا پایا گیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بھلے اوورکوٹ اس کے سماجی رتبے میں کلیدی کردار بنتا ہے مگر وہ حتمی چیز نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے پارٹی سے چلے آنے پر کسی کو اس کی غیر موجودگی محسوس نہیں ہوتی۔ گوگل "اکاکی" کے کردار کی نفسیاتی اور ذہنی تبدیلی کو اس سارے واقعے کے تناظر میں دکھاتا ہے۔ اس کے کوٹ کا چھن جانا کس طرح اسے ذہنی اور جذباتی صدمے سے دوچار کرتا ہے یہ "اکاکی" شعور و آگاہی کی نئی منزل کو پانے کے بعد واپس اندھیرے محدود دائرے میں جانا نہیں چاہتا وہ وقتی عزت، مرتبہ اور اہمیت اس کے لیے ایک نئے تجربے کی بنیاد تھا۔ کوٹ چھن جانے کے بعد وہ واپس پہلی حالت میں نہ جا سکتا تھا۔ کوٹ ملنے اور چھن جانے کے درمیان احساس کی جس چنگاری نے اس کی شخصیت کو بدلا تھا اس کے تحت وہ یکدم آگاہی کے اس تجربے سے گزرا جس نے اُسے "وہ کیا ہے" سے "وہ کیا ہوسکتا ہے" کی منزل کا راستا دکھا دیا۔ آرام، آسائش، عزت، محبت، حسن اور ساتھی کے حصول جیسی خواہشات کا وہ جنم ایک دن میں اس کے دل میں ہوا وہ اُس سارے تجربے اور احساس کو دوبارہ دفن نہ کر پایا۔ گوگل اس نفسیاتی کیفیت کو علامت کے طور پر دکھاتا ہے کہ یہ محض ایکائے کا ہی نہیں ہر اس آدمی کا المیہ ہے جو معاشرے میں سماجی ناانصافی اور طبقاتی تقسیم کے احساس سے واقف ہے۔ "گوگل" کا یہ کردار اپنی بدنمائی اور پستہ قد ہونے کے باوجود روسی ادب اور عالمی ادب کا خوبصورت اور قدآور کردار ہے۔

اوورکوٹ سماجی زندگی میں ظاہری نمود و نمائش اور طاقت و اختیار کی بدنمائی کو طنز اور مزاح کا نشانہ بناتا ہے۔ زار نکولس اول کے دور حکومت کی بیورو کریسی اور جس پستی ہوئی عوام کا نقشا گوگل نہایت ہلکے پھلکے انداز میں بیان کرتا محسوس ہوتا ہے مگر روسی ادب کی نمایاں خصوصیت جزئیات سے ابھرنے والا جذبہ ہے جو گوگل کے ہاں بھی اسی شد و مد سے نظر آتا ہے۔ وہ غریب لوگوں کے ٹھنڈے بدنوں کا حال سنائے یا اکاکئے کے اوپر گرنے والے کوڑے کا قصہ، وہ ہر بات کو مذاق میں اڑاتا ہے کہ ان کرداروں کی زندگی مذاق ہی معلوم ہونے لگتی ہے۔ اس کے کرداروں کی بنت کہیں روایتی نہیں بلکہ وہ محض کہانی کا حصہ ہیں لیکن ان کا تعارف اتنا بھرپور اور مکمل ہوتا ہے کہ ایک جملہ ہی کافی معلوم ہوتا ہے اور وہ اس معاشرے کے تمام کرداروں کی علامت کے طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ مثلاً درزی پیٹروؔ چ (Petrovitch) ایک کسان تھا لیکن چونکہ اب وہ ایک ایسا درزی ہے جو نہ صرف مرمت کا کام کر سکتا ہے بلکہ وہ ایک نیا کوٹ سینے پر بھی قادر ہے اس لیے وہ اپنے ہنر اور مہارت پر فخر کرتا ہے۔ پولیس انتظامیہ کا سربراہ جو اکاکئے کی چوری کی رپورٹ پر ایسے سوالات کرتا ہے کہ وہ سوائے شرمندہ ہونے کے کچھ نہیں کر سکتا۔ پولیس افسر اسے احساس دلاتا ہے کہ وہ اس قابل نہیں کہ ایک اچھے کوٹ کا مالک بن سکے۔ سرکاری عہدے دار بھی ایک ایسا ہی کردار ہے جو ذرا سے اختیار اور طاقت کا مالک بننے پر اتر تا ہے اور پوری کوشش کرتا ہے کہ اپنے اردگرد کے لوگوں خصوصاً اکاکی پر اپنی اہمیت اور فوقیت کی دھاک جمائے۔ تمام کردار معاشرے کی مختلف سطحوں پر چھائی ہوئی اس نمود و نمائش کی جھوٹی چادر کی غمازی کرتے ہیں جس میں دوسروں کی پرکھ میزان میں رکھی فقط ظاہری اور مادی اشیاء ہیں یہی پلڑے کو بھاری کرنے کا سبب ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مصنوعی اور کھوکھلے معاشرے میں چھپی اس غیریت اور اجنبیت کی بھی ایک لہر ہے جس کو گوگل نے نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اکاکی کا اپنے افسروں کی محفل میں جانا اور خود کو اس ماحول میں اجنبی پانا اس بات کی علامت ہے کہ لوگ اس بناوٹی بھیڑ چال کا شکار تو ہیں مگر وہ اس کو اپنانے سے قاصر ہیں۔ خاص طور پر وہ لوگ جو معاشرے کے طے کردہ معیارات کو چھونے کے لیے اُس زندگی کا انتخاب کرتے ہیں جس میں وہ فٹ نہیں ہو سکتے۔

"اوورکوٹ" کا انجام بھی اپنے اندر کئی قسم کی معنویت لیے ہوئے ہے۔ اکائی اپنی موت کے بعد بھوت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا مردہ ان لوگوں سے جو اس کی زندگی میں اس کی مدد سے دانستاً قاصر رہے۔ ان کے اوورکوٹ چھین کر گویا وہ ان سے اس دکھ اور اذیت کا انتقام لیتا ہے جو اس کو سہنی پڑی۔ بظاہر یوں لگتا ہے کہ اس کہانی کا انجام محض گوگل کے روایتی انداز کا حصہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ سنسر شپ کے سخت ضوابط میں اپنی بات کہنے کا ڈھب ہے۔ اکاکی کا مردہ جب پولیس افسروں کی ہتک کرتا نظر آتا ہے یا اس کے پکڑنے کے بارے میں احکامات کو جو مزاحیہ انداز ہے وہ دراصل گوگل کو اپنی بات کہنے کا موقع دیتے ہیں۔ یہی نہیں کہانی کا انجام کسی حد تک شاعرانہ انصاف "Poetic Justice" یا "Divine Justice" سے نہ صرف قاری کے دل کی تشفی کرتا ہے بلکہ معاشرے کے اس چلن میں بہت سے لوگوں کو جینے کا حوصلہ بھی دیتا ہے۔ کہانی کا انجام محض "اکاکی" کے مردے کا انتقام نہیں دکھاتا بلکہ وہ اس جیسے دوسرے بھوت بھی منظر عام پر لاتا ہے۔ جہاں یہ بھوت گوگل کے انداز بیان کو پہچان بخشتے ہیں۔ وہیں وہ زار حکومت کے تحت سماجی زندگی میں اکاکی اور اس جیسے دوسرے لوگوں کا المیہ بن کر سامنے آتے ہیں۔ اس کہانی کا آخری

منظر گوگل کے مخصوص انداز میں ظاہر ہوتا ہے جس میں وہ کہانی کے حتمی انجام کو قاری کی ذہن و دل کی گہرائی پر چھوڑ دیتا ہے۔اس سے کوئی واضح نتیجا نہیں نکالتا۔اکاکی کے بھوت کا غائب ہو جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ سینٹ پیٹرز برگ میں ایک معمولی آدمی کی غیر منصفانہ زندگی کے خاتمے سے وہاں کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور زندگی یونہی رواں دواں رہتی ہے۔اپنی تمام تر اجنبیت، سرد مہری اور بعید القیاس سماجی نظام کے ساتھ۔

اوورکوٹ مزاح اور طنز کے پردے میں لپٹی ہوئی انسانی زندگی کی بربریت اور بے بسی کا تماشا ہے۔کون جانے آنے والی کتنی نسلیں اس کی دل موہ لینے والی تحریر سے متاثر ہوتی رہیں گی۔

حصہ دوم روسی ادب، محمد مجیب، انجمن ترقی اور پاکستان، اشاعت دوم ۱۹۹۲، ص ۳۷

Refernces: **حوالہ جات**

1. "Nikolai Vasilievich Gogol" Literature Network. .online-literature.com 22March 2017<http://www.online-literature.com>
2. The Overcoat." Short Stories for Students. . Encyclopedia.com. 12 March. 2017 <http://www.encyclopedia.com>.
3. "The Cloak (The Overcoat) By Nicholay Gogol (1809-1852)" A Study Guide. www.cummingsstudyguides.net. 14 March 2017 <https://www.cummingsstudyguides.net>
4. محمد مجیب، روسی ادب (جلد دوم)، انجمن ترقی اردو ادب پاکستان۔اشاعت ثانی ۱۹۹۲ء ص ۳۵
5. "The overcoat (1916)" Title . www.imdb.com. 14 March 2017 <http://www.imdb.com/title/tt0163136/>
6. "Jaida Barnes on 24 September 2015" ,Connecting "the Namesake" with "the Overcoat". https://prezi.com 15 March 2017 < https://prezi.com>
7. Site Admin Teaching Company " Under Gogol's "Overcoat" Masterpieces of Short Fiction. http://teachingcompany.fr.yuku.com. 20 March 2017 < http://teachingcompany.fr.yuku.com>
8. The Overcoat." Short Stories for Students. . Encyclopedia.com. 12 March. 2017 <http://www.encyclopedia.com>.
9. Shmoop Editorial Team. "The Overcoat Politics Quotes Page 1." Shmoop. Shmoop University, Inc., 11 Nov. 2008. Web. 4 Jul. 2017.

10. Hong, Kevin. "The Overcoat." LitCharts. LitCharts LLC, 16 Mar 2016. Web. 15 Mar 2017.

11. Site Admin Teaching Company " Under Gogol's "Overcoat" Masterpieces of Short Fiction. http://teachingcompany.fr.yuku.com. 20 March 2017 < http://teachingcompany.fr.yuku.com>

12.

13. http://www.eastoftheweb.com/short-stories/UBooks/Over.shtml

14. Gogol from the twentieth century: eleven essays, edited by Robert A Maquire, Princeton, N.J. : Princeton university press, 1976. Page 275

15. "The Overcoat." Short Stories for Students. . Encyclopedia.com. 15 March. 2017 <http://www.encyclopedia.com>.

16. http://www.eastoftheweb.com/short-stories/UBooks/Over.shtml

17.

https://www.proza.ru/2007/05/23-191

18. http://www.eastoftheweb.com/short-stories/UBooks/Over.shtml

19. محمد مجیب، روسی ادب (جلد دوم)، انجمن ترقی اردو ادب پاکستان۔ اشاعت ثانی ۱۹۹۲ء ص ۳۹